رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No L 77

نمبر ۳۶ — قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۶ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ — جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہمنے یہہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں - یہہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں - اگر سو آدمی ہی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اڑہائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں - اور تقسیم کیلئے یہہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بہیجا جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا - بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں - اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے - مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

سخت کلامی سے پیش آتے ہیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے اُن کا معاوضہ کرتے ہیں - یعنے لتشبہ باخلاق اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔

اس آیت میں عباد الرحمٰن کی صفت اول بیان کی گئی ہے - جسپر غور کرنا ضروری اور لازمی امر ہے۔

اللہ تعالیٰ بلاتفریق نیک و بد کافر و مومن کی ہر ایک ضروریات کا کفیل ہے - جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ دیکھو ایک دہریہ خدا کی ذات و صفات سے منکر - اسکو گونگا اور کلام کرنے سے عاری سمجھنے والا برہمو - بالکل معطل اور بیکار ہستی سمجھنے والا آریہ - اور ایک ضعیف اور عاجز انسان کو خدا ماننے والا عیسائی - اور رب النوع ماننے والا مشرک اور اسکو کامل - اکمل - قادر مطلق - تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام صفات ناقصہ سے منزہ ماننے والا مسلمان ہر ایک اپنی ضروریات کو جو لوازم زندگی کہلاتے ہیں بلاتفاوت مہیا پاتا ہے - ہوا ہے تو سب کے لئے برابر - پانی ہے تو سب کے واسطے یکساں - آفتاب و ماہتاب اور اور اجرام سماوی و اجسام ارضی اگر مسخر ہیں تو سب کے لئے - ٹھیک اسیطرح وہ عبد مومن جو عبد الرحمٰن کا خطاب پاتا ہے - اسی اخلاق اللہ پر سکینت کی چال چلتا ہے - عام اخلاق میں وہ کافر و مومن عالم و جاہل سے یکساں پیش آتا ہے۔

اس ترکیب میں غور کرنی چاہیئے کہ یہاں کیا تعلیم دینا مقصود ہے؟ اور عباد کی طرف نسبت کرنے سے کیا غرض ملحوظ ہے؟ اسمیں اوّلاً تو اُس رحمانیت کی صفت کا ثبوت مقصود ہے جس سے بیدین منکر ہیں - اور جو انسان کے حسن عمل سے الگ ہے - اور جو خدا تعالیٰ کے ذاتی فضل کی بنا پر قایم ہے - ثانیاً یہہ تلانا مدنظر ہے کہ عبد الرحمٰن ہونیکے لئے ضروری ہے کہ اُسمیں عام ہمدردی بنی نوع انسان بلکہ کل جیتی جان کے لئے ایک ایسا جوش ہو جو کسی تحریک پر مبنی نہو۔

ان الفاظ کی ترکیب بتلاتی ہے کہ اعمال اور افعال ہی پر فضل و غضب کی بنا نہو - اگر اعمال ہی غضب اور فضل کو کھینچے تو غور کرو کہ کیا اس دنیا کی خوبصورتی ظاہر ہو سکتی ہے؟ ایک بچہ جو ابھی عمل کرنیکی طاقت ہی نہیں رکھتا وہ کیونکر پرورش پا سکتا - اور انسانی زندگی کا مدار جن چیزوں پر ہے وہ کہانسے اور کیونکر بہم پہنچ سکتیں ہے؟ اور خطاکار اور بیباک انسان کیونکر زندہ رہ سکتے ہے؟ حیوانات کیوں کر ہو سکتے ہے؟ غرض جیتی جان کی تکمیل کے لئے اس صفت کا ہونا ضروری ہے - رحم بلا مبادلہ یا رحم بلا معاوضہ جو کیا جاتا ہے - وہ یہی رحمانیت کی صفت ہے۔

پس مقدم یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مکافات اور جزاء کے ہی طور پر نیکی نکرے - بلکہ اُس جوش اور ہمدردی سے بہی کرے جو رحمانیت کی صفت کا منشا ہے - اسی وقت وہ عبد الرحمٰن کہلانے کا مستحق ہوگا - کیونکہ اگر مکافات کے طور پر نیکی کی جاوے تو نیکی کرنے والا - یا عارضی طور پر اس نیکی کو دیکھنے والا اسکی کچھہ قدر سمجھے تو سمجھے - لیکن جس کے ساتھہ نیکی کی گئی ہے وہ اُسکا مداح اور ثنا خواں نہیں ہو سکتا پس جیسے ہم خدا تعالیٰ سے اپنی ضروریات کو ضرورت پیدا ہونے سے پیشتر اُسے بدون سوال یا بدون کسی عمل حسنہ کے پاتے ہیں - اُسی طرح چاہیئے کہ ہمارا سلوک بنی نوع انسان یا ہر ایک جیتی جان سے بصورت سوال ہی نہو - بلکہ خود اُن کی احتیاجوں کو دیکھکر اُن تمام امور میں اپنی سچی ہمدردی اور بیغرضانہ جوش سے خالصاً للّٰہ ایک دوسرے کی مدد کرے۔

عباد الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ عباد کو رحمٰن کی طرف مضاف کر کے دکہانا چاہتا ہے کہ وہ رحمٰن کی صفت کا مظہر ہو جاویں - اور یہہ اسی حالتمیں ہو گا کہ جب بیگانہ و آشنا اور دوست و دشمن کی تفریق اٹھا دی جاویگی۔

کیا دنیا کی کوئی کتاب بہی ایسی عظیم الشان تعلیم پیش کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں!!!

ہم نے غور کیا کہ یہاں پر انکساری اور بُردباری کو مقدم کیوں کیا ہے؟ - حالانکہ دوسری صفات بہی تو اُسکے ساتھہ آتی ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ انکساری ایک ایسی چیز ہے جو دوست اور دشمن کی تمیز کو اُٹھا دیتی ہے - اور یہہ ایمان کی پہلی سیڑھی ہے کیونکہ جب انسان خدا تعالیٰ کو واجب الوجود اور معبود ہستی مان لیتا ہے تو اُسکے بالمقابل اپنے آپکو ایک عبد ضعیف ماننا اُسے لازم ہو جاتا ہے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمان)

دنیا اور اوسکی لذّات کی گہری فلاسفی یہی ہے کہ وہ پہر پہر کر آتی ہیں اور اونمیں کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی بلکہ یوماً فیوماً اون کو حظ حاصل کرنیوالی طاقتیں کمزور ہوتی جاتی ہیں اور اصلی ذریعہ کی خوبی کم ہو رہی ہے - ہاں روحانی دنیا کی لذّات ایسی ہیں کہ ہر آن نئی اور اونکا لطف اور سرور ہر وقت پہلے سے متغایر اور بڑہ کر ہے پس مبارک ہے وہ انسان جو روحانی لذّات کا شیدا و مبتلا ہے

(حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ)

تقویٰ کی بابت کسی انسان کا دعویٰ کار آمد نہیں ہو سکتا - تقویٰ کا تعلق دل سے ہے اور دل اور اوسکی باریک در باریک تہوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے پس اللہ تعالیٰ ہی متقی کو جانتا ہے جسکے ساتھہ نشانات اتقا نہوں اوسکا دعویٰ کیا فایدہ پہونچا سکتا ہے (ایضاً)

حیوان مرتا ہے تو اوسکے جسم اور اجزا سے بہت سی چیزیں بنتی ہیں مگر انسان مرتا ہے تو اوسکا جسم وغیرہ کچھہ کام نہیں دے سکتا پس ضروری ہے کہ ؎

خیرے کن اے فلاں غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(ایک مہاتما)

انسان کا ہر عضو قیمتی ہے اور اوس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں بشرطیکہ انسان اُس سے کام لینا چاہے

احمق کا دل مُنہ میں ہوتا ہے اور دانشمند کی زبان اُس کے دل میں (پرانی ضرب المثل)

دنیا میں بے وارث جانا بھی نامرادی ہے ہماری آرزو یہی ہے کہ ہماری جماعت روحانی ترقی کرے کیونکہ صرف مال و زر اور اولاد ہی زندہ یادگار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقیات الصالحات کچھہ اور ہے (کلام امام الزمان)

انسان کو لازم ہے کہ خدا تعالیٰ سے بصیرت چاہے جو صدق کے آگے کو گذرنے والی ہوتی ہے (ایضاً)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ٭ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ٭ اعنی ہے حق میں ہر بشر کی پسر ٭ لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھکر
شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر
اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام بے لاگ پن ہی کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ بشرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ٭
معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لیا جاتا ہے۔ شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوا لیا جاتا ہے۔ جس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوا لے۔ اگر مراد پوری ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ۔ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزو مندو امید دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ٭
اس خادم الاطبا کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے لئے امید برآئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) نصف تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی - شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی - اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پشت ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص الطبی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی - ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہو گا - والیان ریاست و امراء حسب اختیار خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں ٭
نام مرض
۱ جس کے اولاد نہو۔
۲ جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔
۳ جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔
۴ جسکا حمل ۶ - ۸ ماہ گرجاوے۔
۵ کمزوری۔
۷ تپ دق۔
۸ ضعف باہ۔
۹ ضعف جگر۔
۱۰ قولنج دوری۔
۱۱ سوزاک۔
۱۲ سرعت۔
۱۳ جریان۔
۱۴ غلط کاری۔
۱۵ گٹھیہ۔
۱۶ سفیدی آنکھ۔
۱۷ ضعف بصر۔
۱۸ سبل۔
۱۹ لقوہ۔
۲۰ بھگندر۔
۲۱ ناسور۔
۲۲ بواسیر خونی و بادی۔
۲۳ ادھرنگ۔
۲۴ ضیق النفس۔
۲۵ پیپسہ۔
۲۶ آتشک۔
۲۷ آتشک کل بدن۔
۲۸ نل ترنا۔
۲۹ طول و عرض و عمق و زناید۔
۳۰ خضاب سالانہ۔
۳۱ نزلہ و زکام۔
۳۲ تسہیل ولادت۔
۳۳ ہیضہ مجرب المجرب۔
۳۴ بخار تیجہ و چوتھایہ و روزانہ۔
۳۵ ضعف ہضم۔
۳۶ سر سام۔
المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں ٭

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ للعہ - خالص ممیرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار ملاحظہ سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو مسٹر میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو منزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے - اسے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیری کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سیالکوٹی صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں جو مسٹر میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اکرم دیوی عمر ۲۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرخرے دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں اور ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم اتنا ہی اشتہار آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی حاجی لال کی آنکھوں میں پھولا پڑگیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا - اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور قائم ہوگئی - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا التعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیری کی سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیری کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں راقم ڈاکٹر ایسن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من امیری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکام اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیمپلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں -
دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۰
۶ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو حسب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

صحت جسمانی کے طلبگار و اسکو پڑہو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!
سچائی کا فیصلہ
صداقت ابھی زمانہ میں موجود ہے
نوٹ
پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔
فرمائشوں کی لتیل قیمت طلب پارسل
سے ہوگی محصول وکمیشن ڈاک بذمہ خریدار
درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل
پتہ پر آنی چاہئیں ۴
سچائی کا امتحان ضروری ہے
نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال
بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس
اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے
غرباء خرچ روانگی دوا و درخواست کیساتھ روانہ
کریں۔ امراء قیمت اور محصولڈاک علاوہ
سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنے بیان جتنی سی قیمت واپس لو یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے
دوائی ہاضمہ
بدہضمی۔ درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلاء
کٹھے ڈکار۔ ضعف معدہ کو دور کرنے اور
بھوک لگانے کو مفید ہے۔ قیمت فی ڈبیہ جو
خارش کی حکمی دوائی
تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے
اعجاز مسیحی
شرمہ سلیمانی
ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیا بند کو اکسیر ہے۔
چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی
دوائی آتشک
یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو
ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہہ ہے کہ
سفوف و مرہم آتشک
اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں مکتفی ہیں
زخم پہلے دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل اچھے
ہوجاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے
جادو کی گولی
جسم کے کسی حصہ میں ہیضی یا ریحی درد ہو
نعوذ باللہ ایک گولی کے کہانے سے
کافور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی گولی ۲ر
فی درجن ایک روپیہ
تریاق سوزاک
سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہو تین دن
میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن
تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ در حقیقت
اسم با مسمے ہے۔ قیمت چھہ خوراک ڈیڑہ روپیہ
دوائی وجع المفاصل
یہہ بے نظیر اور بہتر ہمدف دوا
ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے
اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے
ہیں۔ قیمت صرف پانچ روپیہ
عصائے پیری
قیمت تین روپے
لگانیکی دوائی بواسیر
اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے
خشک ہوکر خود بخود گر جاتے ہیں۔ اور کسی قسم کی
کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسکو اکسیر کہنا بیجا نہو گا
قیمت تین روپے
حبوب بواسیر
جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے
ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔
سوزش اور ٹیس پہلے دن بند۔ اور ۲۱
دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے
نسوار
المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا محبت نامہ آنمخدوم پہونچا موجب تشکر و سپاس ہوا۔ خداوند کریم مقدرات مکروہ سے آپکو امن میں رکھے اور آپکی سعیوں اور کوششوں میں کہ جو آپ خالصاً للہ کر رہے ہیں بہت سی برکتیں بخشے اور بہت سے اجر اُس پر مترتب کرے آمین۔ صفحہ ۲۴ فتوح الغیب کی نسبت جو آنمخدوم نے دریافت فرمایا ہے یہ مقام بین المعنے ہے کوئی عمیق حقیقت نہیں جو کچھ شارح نے لکھا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔

حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے اور تبھی وہ اس لایق ہوتا ہے کہ مورد معارف للہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے۔ اوّل انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اسطرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکم الٰہی کو جو قضا و قدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندہ کو پنجہ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے۔ لیکن اسجگہ یہ عاجز صرف اسقدر کہنا چاہتا ہے کہ ایسا یقین کہ فی الحقیقت تمام مخلوقات کو کالعدم خیال کرے اور ہر یک حکم خدا کے ہاتھ میں دیکھے اور ہر یک نفع اور ضرر اُسی کی طرف سے سمجھے صرف اپنے ہی تکلف اور تصنع سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر تکلف سے کسی قدر خیال قائم بھی ہو تو وہ بے بقا ہے اور ادنےٰ ابتلا سے لغزش پیش آجاتی ہے بلکہ یہ مقام عالی شان اُس بصیرت کاملہ سے حاصل ہوتی ہے بات صرف اتنی ہے کہ جب عنایات الٰہی کسی کی تکمیل کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکے لمبے قصہ کو آپ ہی کوتاہ کر دیتی ہیں اور وہ بوجہ جو اُس سے اُٹھائے نہیں جاتے دست الٰہی انکو آپ اُٹھا لیتا ہے پس اسی طرح سے جب بذریعہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و الہامات صحیحہ و تائیدات صریحہ انسان پر یہ حقیقت کھلجاتی ہے کہ تمام نفع و ضرر خدا کے اختیار میں ہے اور مخلوق کچھ چیز ہی نہیں تو ایک نہایت کامل یقین سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ جو کچھ نفع یا نقصان اور عزت یا ذلت ہے سب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے

اور مخلوق کو مردہ کیطرح دیکھتا ہے لیکن اس جگہ اعتراض یہ ہے کہ حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے علوم و معارف الٰہیہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ فنا عن الخلق وغیرہ اقسام فنا کو ٹھہرایا ہے، پس جبکہ فنا کا حاصل ہونا ان علوم حاصل ہونے پر موقوف ہے تو اس سے دور لازم آتا ہے۔ سو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و تائیدات خاصہ اللہ و توجہات جلیلہ صمدیہ غیر فانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بتوسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں یعنے اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں ان تمام تائیدات سماویہ کو معائنہ و مشاہدہ کرتا ہے پس یہی مشاہدہ اُس کے یقین کے کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک و شبہات کی تاریکی دل پر سے اُٹھ جاتی ہے اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین۔ ای کونوا مع الفانین والصادقون هم الفانون لا غیرهم۔ اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں سے اُس کو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ محض ہلاکت میں ہے اور اُسکے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اُس کے ایمان کا کچھ ٹھکانہ نہیں الآن تدارکہ اللہ برحمتہ دوسری شرط مورد معارف اللہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ ہوائے نفس سے انقطاع ہو جائے یعنے سالک پر لازم ہے کہ اپنے تمام حرکات و سکون و قول و فعل اور امر اور نواہی میں اللہ تعالیٰ کی متابعت اختیار کرے اور کسی حالت میں قال اللہ و قال الرسول سے باہر نہ جائے اور جو کچھ دوسرے لوگ اپنے نفس کی متابعت سے کرتے ہیں وہ اپنے رسول کی متابعت سے بجالاوے اور اپنے اعمال اور اقوال میں کوئی ایسی جگہ خالی نہ چھوڑے جس میں نفس کو کچھ دخل دینے کی گنجایش ہو پس جبکہ کامل طور پر اتباع سنت میسر آجائے گا اور ایک ذرا ہوائے نفس کی پیروی نہیں رہے گی بلکہ ظاہر و باطن متابعت رسول کریم سے منور ہو جائے گا تو وہ حالت ہے جسکا نام فنا بامر اللہ ہے مگر ہائے افسوس کہ اس پر ظلمت زمانہ میں بجائے اسکے کبریت احمر کا قدر کریں اکثروں کو اس طریق سے بغض ہے اور اتباع سنت سے ایک چڑ ہے حالانکہ دوسری فنا کی بجز اسکے ہرگز میسر نہیں ہو سکتی۔ اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم انزل برکات محمد و صل علی محمد و بارک و سلم

تیسری شرط مورد معارف الٰہیہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ رضا بقضا ہو اور وسیلہ انشراح صدر میسر آجائے کہ جو کچھ ارادات اللہ سالک پر نافذ ہوں عاشق صادق کیطرح اُن سے متلذذ ہو اور انقباض پیدا نہو بلکہ یہانتک موافقت تامہ پیدا ہو جائے کہ اوس محبوب حقیقی کی مراد اپنی ہی مراد معلوم ہو اور اُسکی خواہش اپنی خواہش دکھلائی دے۔ اس جگہ بھی وہی سوال لزوم دور کا لازم آتا ہے جو پہلی قسم میں لازم آیا تھا اور جواب بھی وہی ہے جو پہلے دیا گیا ہے۔ انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے پس سعید وہی ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بیفائدہ خرخشوں سے دستکش ہو کر اُس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جنکو خدا نے اپنا درد عطا کیا ہے اور یقیناً سمجھے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو عمدہ نعمت دنیا کے لئے لائے وہ یہی درد اور محبت الٰہی ہے جس کو خدا اور رسول کی محبت دی گئی اُس نے اپنی اصل مراد کو پا لیا ہے اور بلاشبہ وہ سعید ہے اور نار جہنم کو اُس سے مس کرنا حرام ہے لیکن جسکو وہ محبت عطا نہ ہوئی اور اُس نے اپنے خدا اور اپنے نبی کا قدر شناخت نہیں کیا اُس کا زبانی طور پر مسلمان کہلانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ نماز روزہ بھی بغیر ذاتی محبت کے اپنی اصل حقیقت سے خالی ہے ایک حدیث میں آیا ہے۔

یاتی علی امتی زمان یصلون ویصومون و یجتمعون فی المساجد ولیس فیهم مسلم یعنے ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ نمازیں بھی پڑھیں گے اور روزے بھی رکھیں گے اور مسجدوں میں اکٹھے بھی ہوں گے پر اُنمیں سے ایک بھی مسلم نہوگا یعنے مومن حقیقی نہوگا اپنی دنیا اور اپنی رسوم میں گرفتار ہوں گے اور دین بھی رسم کے طور پر بجالائیں گے سو اب ایسے وقت کا اندیشہ ہے خداوند کریم رحم کرے۔

۶ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

[illegible] ہمارے معزز ناظرین [illegible] میں جو ابھی عدیم الفرصتی کیوجہ سے (باوجودیکہ [illegible] مالی سال بھی شروع ہوکر تین ہفتہ گذرگیا) [illegible] گذشتہ ہی کی ضروریات کو محسوس نہیں کر [illegible] سبیل زرچندہ میں تساہل سے کام لیا گیا [illegible] ممکن تھا کہ اب تک ایک مہینہ کے اندر بیشتر [illegible] وصول ہوجاتا [illegible] چندہ مدبقایا میں رہ جاتا ہم نہایت [illegible] ایسے معاونین کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ [illegible] قومی خادم کی اگر اس ابتلائی حالت میں امداد کو بھول جاویں گے تو اوسکی ترقی میں ایک اٹل پہاڑ آسکتا ہے۔ امید ہے کہ ہم عنقریب ایسے احباب کی فہرست سالگذشتہ اور رواں کا چندہ وصول کریں گے؟

اسلام کا خدا
لیس کمثلہ شئی

ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

”قدیم سے ابتک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرایہ میں وجود باری کا اقرار ضرور کیا ہے اگر علی العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہ و تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے ہاں قوموں نے اور قریباً کل قوموں نے جس امر میں سنبھلنے کی ناقابل ٹھوکر کھائی ہے وہ مسئلہ صفات ہے کیونکہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ کوئی خدا ہے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوسکتا وہ کیسی ذات ہے اوسکو یعنی اوسکی صفات کو عالم سے اور مخلوقات عالم کو کیسی مناسبت ہے اور کیسا تعلق واقع ہوا ہے انتظام عالم جمادات انواع مخلوقات سے خصوصاً نوع انسانی کے قویٰ کے تقاضاؤں اور میلانوں کی ہیتکذائی کس قسم کی [illegible]

دنیا کے مذاہب [illegible] سوا اسلام کے کوئی [illegible] نہیں [illegible] ایک [illegible] اپنی [illegible] اور بھی [illegible] کردیا [illegible] اصول [illegible] بیان کیا کہ [illegible] ڈال کر دیا ہے غضب [illegible] رکھا یا اور تشبیہی تاریکی [illegible] کر کے [illegible] طریق کو [illegible] الدنیا (دنیا) [illegible] نے یہ غضب ڈھایا کہ ایک خیالی اور [illegible] وجود کو ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اوس پاک ذات کو قطعاً معطل کر دیا کہ مادہ عالم اور ارواح اوسکی مخلوق ہی نہیں اور وہ روح کے اصلی تقاضا کے سرمدی نجات دینے پر قادر نہیں“ مگر اس عظیم الشان مسٹری (راز) کو کھولا تو اس مہیمن کتاب فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع۔ خالق۔ رزاق۔ رب۔ قادر۔ رحمٰن۔ رحیم سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اور یہ اور انکی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھ پوری مناسبت ہے اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور محتمل شبہات کے مٹانے کو فرمایا لیس کمثلہ شئی سارا قرآن کریم مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ اونکا خدا کیسا ہونا چاہیے۔

الوداع زندگانی و ماتم جوانی

اے بہارِ زندگانی الوداع	اے شبابِ شادمانی الوداع
اے بیاضِ صبح پیری السلام	اے شبِ قدرِ جوانی الوداع
السلام اے قاصدِ ملکِ بقا	الوداع اے عمرِ فانی الوداع
روزگارِ ضعف و سستی الصلا	وقتِ سعی و جانفشانی الوداع
فرصتِ عشق و جوانی الفراق	دورِ عیش و کامرانی الوداع
تجھکو سمجھے تھے نعیمِ جاوداں	اے نعیمِ جاودانی الوداع
تیرے جاتے ہی گئیں سب خوبیاں	اے خدا کی مہربانی الوداع

آوارگی حالی۔ کنارہ پر جہاز
الوداع اے زندگانی الوداع

اک نظر ادھر بھی

کئی سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ہمارے مخدوم جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا کہ بعض بے سروسامان مسافر جو خالصتہ لوجہ اللہ یہاں قادیاں میں آتے ہیں اون کی زادِ راہ کے لیے یا بعض نومسلم اور غریب مساکین طلباء کے سامان تعلیم یا اور ضروریات کے لئے اپنے احباب کو ”اعلام“ کے عنوان سے ایک اشتہار دیکر توجہ دلائی جاوے چنانچہ اوس پر اکثر احباب نے اس فنڈ کی ضرورت کو محسوس کرکے مولانا موصوف کا ہاتھ بٹانے میں فراخدلی سے کام لیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بجز چند بزرگوں مثل ڈاکٹر بوڑے خاں صاحب یا میاں علی الدین صاحب ٹھیکہ دار مباسہ یا برادرم عطا محمد لقاء محمد چنیوٹی کے اکثر توجہ کم ہے۔ یہ مانا کہ ہماری جماعت کو کثرت کے ساتھ چندوں میں شریک ہونا پڑتا ہے مگر کیا خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اسکے مقابل میں کچھ تھوڑی چیز ہے صحابہ کرام کی حالت پر نظر کرو۔ اور دیکھو کہ اون معدودے چند اشخاص کے حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی اشاعت میں یہاں تک نوبت پہونچ جاتی تھی کہ گھر کا کل اثاث البیت تک اوس راہ میں وقف کر دیں۔

یہ خوب یاد رہے کہ جب تک کوئی کچھ خدا کے راہ میں نہیں کھوتا کچھ پاتا نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ

زبذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

پس یہ ایک ضروری امر ہے جو ہمارے ناظرین کی توجہ کا محتاج ہے اس کے لیئے باقاعدہ حساب کے رجسٹر موجود ہیں زرچندہ بھیجنے والے احباب ”مولوی حکیم نورالدین قادیاں“ کے نام ارسال کریں وہی امین اور مہتمم مصارف ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ ہمارے احباب کامل توجہ فرمائیں گے۔

چھٹی صدی کی اسلامی گھڑی

اندلس کے مشہور سیاح علامہ ابن جبیر نے اپنے سفرنامے میں دمشق کی جامع مسجد کا کچھ حال لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس جامع مسجد میں مشرقی دروازے کی راہ سے داخل ہونے پر دہنے ہاتھ کی طرف ایک شہ نشین محراب دار دروازہ کی شکل کی بنی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس شہ نشین کے چاروں طرف پیتل کی بارہ محرابیں بنی ہوئی تھیں انہیں چھوٹے چھوٹے دروازے نصب تھے۔ پہلے اور آخری دروازے کے اوپر ایک برنجی عقاب کھڑا تھا اون دونوں عقابوں کے سامنے کسیقدر نیچے کی طرف ایک ایک پیالہ برنجی رکھا ہوا تھا ہر گھنٹے کے گزرنے کے بعد دونوں عقاب ایک عجیب ہوش ربا طرز سے گردنیں بڑھا کے پیالے کیطرف جھکتے اور پھرتی سے ایک ایک گولہ اگلتے تھے۔ دونو جانب کے پیالوں میں ان گولوں کے گرتے ہی گھنٹے کی اس زور کی سریلی آواز پیدا ہوجاتی تھی کہ ساری مسجد گونج جاتی تھی اور گولے غائب ہوجاتے تھے۔ پیالے میں ایک سوراخ تھا جس سے ہوکے یہ گولے شہ نشین میں پہونچتے تھے اور ان کے پہونچتے ہی مذکورہ بالا بارہ دروازوں میں سے ایک دروازہ بند ہوجاتا تھا اسی طرح ہر گھنٹہ پر ایک دروازہ باری باری سے بند ہوتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ شام تک سارے دروازے بند ہوجاتے تھے۔ یہ تو دن کے بارہ گھنٹوں کا حساب تھا رات کا وقت بتانے کے لئے ان چھوٹی محرابوں کے اوپر جن میں برنجی دروازے نصب تھے ایک ایک برنجی کمان تھی جسمیں بارہ گول حلقے بنے ہوئے اور ہر حلقے کے مقابلے میں دروازے کی پشت پر ایک شیشہ لگا ہوا اور اس شیشے کے پیچھے ایک خوش نما فانوس رکھا ہوا تھا انمیں ہر فانوس باری باری سے خودبانی کر پھر رہتا تھا اور جونہیں لبالب پانی سے بھر گیا یکایک شمع روشن ہوجاتی تھی جسکی تیز شعاعیں شیشہ کو منور کرتی ہوئی اس حلقے کو جگمگا دیتی تھیں۔ اور حلقے اپنے سرخ نورانی دائرہ کی وضع سے آنے جانے والوں کو وقت کا پتا دیتا تھا اسی طرح سے شام سے صبح تک باری باری روشن ہوتے ہوتے بارہوں حلقے چمک اٹھتے تھے۔ سیاح مذکور نے لکھا ہے کہ دمشق میں میرے قیام کے زمانے میں اس گھڑی کے درست رکھنے کے لئے گیارہ شخص ملازم تھے اور عرف عام میں یہ گھڑی دقیقایہ کے نام سے مشہور تھی۔ اس سے صاف صاف اس بات کا پتا چلتا ہے کہ گھڑی کی ایجاد موجودہ زمانہ کی ایجاد نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ ایجاد اسلام کے عروج کے زمانہ میں ہوئی اور ترقی کی اس حالت پر پہونچ گئی تھی جسکا ذکر مذکورہ بالا سیاح نے اوپر کے بیان میں کیا لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اوج و اقتدار کے پستی اور ادبار میں بدل جانے کے ساتھہ یہ ایجاد بھی دوسری ایجادوں کے ساتھہ خاک میں مل گئی اور نقش بر آب بن گئی ہیں خوب یاد ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں گلستاں کی ایک شرح میں "معتکف بودم در جامع دمشق" کی شرح ہماری نظر سے گذرا کہ دمشق کی مسجد جامع میں علاوہ دینی برکتوں کے بناوٹ کی ہی ایک ایسی خوبی تھی کہ تنہائی میں آدمی کی طبعیت نہ اکتاتی تھی اور ساعت ساعت پاس پاس مختلف تبدیلیاں وقوع میں آنے سے رات اور دن کی گھڑیاں بے معلوم گذر جاتی تھیں اور اس وجہ سے اطراف وجوانب کے آدمی دور دور سے رمضان میں اعتکاف کو وہاں جاتے تھے اس سے کسی قدر مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ تبلیغ رسالت

سیاحوں کو مصر کے صحراے لیبا کے ریگستان میں قاہرہ سے ایک سو بیس میل کے فاصلے پر قلمی انجیل کا ایک ورق دستیاب ہوا ہے یہ ورق تیسری صدی عیسوی کا قرار دیا گیا اس لئے پہلے یورپ کے مختلف عجائب خانوں میں جو قدیم نسخے انجیل کے رکھے ہوئے ہیں وہ چوتھی صدی عیسوی تک کے ہیں۔ اس لحاظ سے جدید برآمد شدہ ورق انجیل قدیم ترین نسخہ ہے۔

رخصتی جلسہ

گذشتہ نمبر میں ہم نے ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تبدیلی کی خبر درج کی تھی۔ ۷ نومبر ۱۸۹۸ء کو لاہور میڈیکل کالج کی اسسٹنٹ کلاس کے طلباء نے باجازت پرنسپل صاحب بہادر مرزا صاحب موصوف کو ایک ریونگ پارٹی دینے کا اہتمام کیا۔ جسمیں سیز کلاس کے تمام طالب علم اور لیڈی سٹوڈنٹ شامل تھے ہندو مسلمان عیسائی ہر قسم کے اصحاب موجود تھے۔ سب سے بڑھ کر مسرت کا مقام یہ ہے کہ اس جلسہ کا اہتمام اور تحریک ہندو طلباء کی طرف سے تھی جس سے مرزا صاحب موصوف کی ہر دلعزیزی کا پتہ لگتا ہے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب اوزیری سرجن اور ڈاکٹر اصغر علی صاحب اور ڈاکٹر گدار ناتھہ صاحب اور ڈاکٹر گورانداتال صاحب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر وغیرہ موجود تھے مختلف تقریریں ہوئیں جس میں مرزا یعقوب بیگ کی خدمات اور ہمدردانہ بلکہ برادرانہ سلوک کا ذکر تھا ڈاکٹر رحیم خاں صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں بتلایا کہ "ہم مرزا یعقوب بیگ کو اوس وقت سے جانتے ہیں جب سے کہ وہ طالب علم تھے بیمار کو پوری توجہ اور ہمدردی سے دیکھتے تھے اور ایسے اخلاق فاضلہ کی ایک طبیب کو ضرورت ہے ہمکو امید ہے کہ یہ ایک نمونہ ہوں گے اور کامیاب ہوں گے۔" مرزا یعقوب بیگ صاحب نے سب صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور پھر جلسہ برخواست ہوا۔ مرزا صاحب جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں وزیر آباد تبدیل ہوئے ہیں ہمکو امید کامل ہے کہ وزیر آباد کی پبلک کو انکے وجود سے بہت فایدہ پہونچے گا۔ اور ہماری دلی دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں آمین

دلچسپ چٹھیاں

اس عنوان کے تحت میں آجتک اون اعتراضوں کے جواب درج ہوتے رہے ہیں جو کوتاہ فہمی اور ناسمجھی کیوجہ سے اسلام پر کئے جاتے ہیں آئندہ کے لئے بھی ہمنے یہی التزام کیا ہے کہ انشاء اللہ اس عنوان کو ہمیشہ قایم رکھنے کے لئے ایسے اعتراضات کے جوابات شائع کئے جاویں جو اسلام پر مختلف پہلوؤں اور رنگوں میں ہوتے ہیں اس لئے ہم اون لوگوں کو جو کسی قسم کے عتراض متعلق بہ تعلیم اسلام رکھتے ہوں یا حضرت اقدس میرزا صاحب کے مشن کے متعلق ہی ہوں وہ خوشخط لکھہ کر ہمارے پاس بھیجدیں انشاء اللہ سوال اور اُس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

سوال

پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ھدایت المسلمین میں یہ اعتراض کیا ہے کہ قولہ ۲۹ جھوٹ۔ سورۃ مریم میں لکھا ہے کہ یا اخت ھارون یعنے اے مریم ہارون کی بہن اور سورۃ مریم میں ہے مریم ابنت عمران یعنے مریم عمران کی بیٹی واضح ہو کہ محمد صاحب اس مقام پر دھوکا کھایا ہے عمران نام ہے ایک شخص کا جسکی بیٹی مریم نبیہ تھی اور موسیٰ و ہارون اوسکے دو بیٹے تھے اور یہ مریم جن سے حضرت مسیح پیدا ہوئے اُس مریم سے ۱۳۹۱ برس پیچھے دنیا میں تھے محمد صاحب نے سمجھا کہ وہی مریم ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی تھی جن سے مسیح پیدا ہوا۔ اس لئے یہ بات قرآن میں غلط درج ہے۔

الجواب

الزامی جواب

(۱) پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نکیا کرو۔ کیونکہ پولوس طمطاؤس کے پہلے خط میں لکھتا ہے "کہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نکریں یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الٰہی کا جو ایمان سے ہے" طمطاؤس ۱ باب ۴

افسوس تم اپنی تعلیم پر بھی عمل نہیں کرتے۔

(۲) معترض عیسائیو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو اور کیا ایسی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں موجود ہے جس سے مریم کے بھائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتہ داروں کے حالات صحیح صحیح اور یقینی طور پر تمکو معلوم ہوں جو تم نے اخت ہارون و بنت عمران پر اعتراض کیا سوچو! ۔ اور غور کرو۔

(۳) انجیل متی کی ابتدا میں مسیح کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے متی ۱ حالانکہ مسیح اور داؤد کے درمیان اور داؤد اور ابراہیم کے درمیان پشتہا پشت کا فرق ہے اگر یوں ہی ہے تو پھر مسیح ابن داؤد نہیں۔

(۴) اگر تشارک فی الاسماء کے تم قایل نہیں ہوتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح مریم کے بیٹے تھے کیونکہ مریم تو بقول تمہارے ۱۳۹۱ برس پہلے گذر چکی۔

(۵) سنو! الیشبا کو (کہیں الیسبات ملکۂ انگلستان ہی نہ سمجھہ لینا) لوقا ۱ میں ہارون کی بیٹی لکھا ہے لیکن ہارون الیسبات اور ذکریا کے زمانے سے پہلے جنکا ذکر لوقا نے کیا ہے ۱۳۹۱ برس پہلے اس غدار دنیا سے ...... اُٹھہ گئے تھے الیسبات اور ہارون میں چودہ سو برس کا فرق ہوتا ہے پھر اوسے کیونکر صحیح مانتے ہو۔

تحقیقی جواب

(۱) اصل بات یہ ہے کہ تشارک فی الاسما ہوتا ہے دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بھائیوں کا نام بھی ہے اور مسیح سے صدہا برس پیشتر اسحاق نبی کے بیٹے اور پوتے بھی اسی نام سے گذرے ہیں پس یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہو سکتی اگر کوئی ہارون مریم کے بھائی بھی ہوں اور موسیٰ کے بھی؟

(۲) قرآن کریم ایک قصہ گو کی طرح داستانیں اور شجرہ ہائے نسب بیان کرنے کو نہیں آیا کیونکہ یہ ایک سچی بات ہے کہ روحانی کمال اور ترقی کے لئے تاریخ یا قصص کی ضرورت نہیں بلکہ پاکیزہ تعلیم اور صراط مستقیم کی ضرورت ہے ہاں بقول پولوس وہ لوگ جو الٰہی تربیت سے محروم ہیں اور ایمان سے بے نصیب وہ بے جا طور پر قصص اور نسب ناموں پر اعتراض کرتے ہیں ایسے عیسائی معترضوں کی ایمانی حالت اور روحانی تربیت کی پرکھہ کے لئے پولوس کا یہ قول معیار ہے وہ ذرا سوچیں! اور غور کریں!!

مگر یہ بھی ایک فیکٹ (امر واقعہ) ہے کہ قرآن کریم صحیح تاریخ کے خلاف ہی بیان نہیں کرتا ہے اور تاریخی قصص پر بحث نکرنے میں قرآن کی ایک یہ مصلحت اور راز بھی ہے کہ صحیح تاریخ قدیم زمانے کی ملتی نہ تھی اس لئے اگر وہ واقعات بیان کئے جاتے تو اون بناوٹی اور جعلی داستانوں سے (جو زبان زد عام ہونگی) متاثر لوگوں کے لئے ایک ابتلا کا موجب ہو جاتے اس لئے قرآن کریم نے واقعات آئندہ کا بیڑا اٹھایا جو قبل از وقت بتلائے گئے اور اپنے وقت پر پورے ہوگئے۔

(۳) عرب میں اخ اور اخت کے الفاظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں حقیقی بھائی اور ایک ہی پشت کے بھائی پر محدود نہیں بلکہ یہاں تک یہ الفاظ وسیع ہیں کہ ایک بہادر کو اخو غمرات الموت اور عمدہ تلوار کو اخو ثقۃ بولتے ہیں غرض تھوڑے سے تعلق پر بھی اس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو ابن السبیل مسافر کے لئے بولتے ہیں حالانکہ وہ راستہ کا صلبی فرزند کہاں ہوتا ہے؟ بنو ھاشم۔ بنو قریظہ۔ بنو قریش ایسے الفاظ اور اسماء آجتک عرب میں مشہور ہیں اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کی کل قوموں کل ملکوں میں ایسے محاورات بولتے ہیں۔ راستی کا فرزند۔ سلامتی کا شہزادہ؟ غور کرو!! اور پھر سوچو!!

قرآن کریم عرب کی بولی اور اونکے محاورہ پر نازل ہوا اور اسمیں اس قسم اور طرز کے بیسوں مقام ہیں جہاں بہت ہی خفیف تعلق پر اخ اور اخت کے لفظ بولے گئے ہیں دیکھو الی ثمود اخاھم صالحا سیپارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۶ الی عاد اخاھم ھودا رکوع ۵

پس اب بتلاؤ کہ مریم کے اخت ھارون کہنے میں قرآن نے غلطی کھائی یا الٰہی تربیت سے بدنصیب اور ایمان سے دست بردار کوتاہ اندیش معترض نے!!!

دلچسپ چٹھیاں

اس عنوان کے تحت میں آجتک ان اعتراضوں کے جواب درج ہوتے رہے ہیں جو کوتاہ فہمی اور ناسمجھی کیوجہ سے اسلام پر کئے جاتے ہیں آئندہ کے لئے بھی ہم نے یہی التزام کیا ہے کہ انشاء اللہ اس عنوان کو ہمیشہ قایم رکھنے کے لئے ایسے اعتراضات کے جوابات شائع کئے جاویں جو اسلام پر مختلف پہلوؤں اور رنگوں میں ہوتے ہیں اس لئے ہم ان لوگوں کو جو کسی قسم کے اعتراض متعلق بہ تعلیم اسلام رکھتے ہوں یا حضرت اقدس میرزا صاحب کے مشن کے متعلق ہی ہو وہ خوشخط لکھ کر ہمارے پاس بھیجدیں انشاء اللہ سوال اور اس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

سوال

پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ھدایت المسلمین میں یہ اعتراض کیا ہے کہ قولہ ۲۹ جھوٹ۔ سورۃ مریم میں لکھا ہے کہ یا اخت ھارون یعنے اے مریم ہارون کی بہن اور سورۃ مریم میں ہے مریم ابنت عمران یعنے مریم عمران کی بیٹی واضح ہو کہ محمد صاحب اس مقام پر دھوکا کھایا ہے عمران نام ہے ایک شخص کا جسکی بیٹی مریم نبیہ تھی اور موسیٰ و ہارون اسکے دو بیٹے تھے اور یہ مریم جن سے حضرت مسیح پیدا ہوئے اس مریم سے ۱۳۹۱ برس پیچھے دنیا میں تھے محمد صاحب نے سمجھا کہ وہی مریم ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی تھی جن سے مسیح پیدا ہوا۔ اس لئے یہ بات قرآن میں غلط درج ہے۔

الجواب

الزامی جواب

(۱) پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نکیا کرو۔ کیونکہ پولوس طیطاوس کے پہلے خط میں لکھتا ہے "دکہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نکریں یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الٰہی جو ایمان سے ہے" طیطاوس ا باب ۴

افسوس تم اپنی تعلیم پر بھی عمل نہیں کرتے۔

(۲) معترض عیسائیو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی بھی جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو اور کیا ایسی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں موجود ہے جس سے مریم کے بھائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتہ داروں کے حالات صحیح صحیح اور یقینی طور پر تمکو معلوم ہوں جو تم نے اخت ہارون و بنت عمران پر اعتراض کیا سوچو! ۔ اور غور کرو۔

(۳) انجیل متی کی ابتدا میں مسیح کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے متی ۱ حالانکہ مسیح اور داؤد کے درمیان اور داؤد اور ابراہیم کے درمیان پشتہا پشت کا فرق ہے اگر یوں ہی ہے تو پھر مسیح ابن داؤد نہیں۔

(۴) اگر تشارک فی الاسماء کے تم قایل نہیں ہوتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح مریم کے بیٹے تھے کیونکہ مریم تو بقول تمہارے ۱۳۹۱ برس پہلے گذر چکی۔

(۵) سنو! الیسبات کو (کہیں الیسبات ملکہ انگلستان ہی نہ سمجھ لینا) لوقا ۱ میں ہارون کی بیٹی لکھا ہے لیکن ہارون الیسبات اور ذکریا کے زمانے سے پہلے جنکا ذکر لوقا نے کیا ہے ۱۳۹۱ برس پہلے اس قدر دنیا سے ...... اٹھ گئے تھے الیسبات اور ہارون میں چودہ سو برس کا فرق ہونگے پھر اسے کیونکر صحیح مانتے ہو۔

تحقیقی جواب

(۱) اصل بات یہ ہے کہ تشارک فی الاسما ہوتا ہے دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بھائیوں کا نام بھی ہے اور مسیح سے صدہا برس پیشتر اسحاق نبی کے بیٹے اور پوتے بھی اسی نام سے گذرے ہیں پس یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہو سکتی اگر کوئی ہارون مریم کے بھائی بھی ہوں اور موسیٰ کے بھی؟

(۲) قرآن کریم ایک قصہ گو کی طرح داستانیں اور شجرنامہ کہنے کو نہیں آیا کیونکہ یہ ایک سچی بات ہے کہ روحانی کمال اور ترقی کے لئے تاریخ یا قصص کی ضرورت نہیں بلکہ پاکیزہ تعلیم اور صراط مستقیم کی ضرورت ہے ہاں بقول پولوس وہ لوگ جو الٰہی تربیت سے محروم ہیں اور ایمان سے بے نصیب وہ بے جا طور پر قصص اور نسب ناموں پر اعتراض کرتے ہیں ایسے عیسائی معترضوں کی ایمانی حالت اور روحانی تربیت کی پرکھ کے لئے پولوس کا یہ قول معیار ہے وہ ذرا سوچیں! اور غور کریں!!

مگر یہ بھی ایک فیکٹ (امر واقعہ) ہے کہ قرآن کریم صحیح تاریخ کے خلاف ہی بیان نہیں کرتا ہے اور تاریخی قصوں کی بحث کرنے میں قرآن کی ایک یہ مصلحت اور راز بھی ہے کہ صحیح تاریخ قدیم زمانے کی ملتی نہ تھی اس لئے اگر وہ واقعات بیان کئے جاتے تو ان بناوٹی اور جعلی داستانوں سے (جو زبان زد عام ہونگی) ناشناس لوگوں کو ضرور ایک ابتلا کا موجب ہو جاتے اس لئے قرآن کریم نے واقعات آئندہ کا بیڑا اٹھایا جو قبل از وقت بتلائے گئے اور اپنے وقت پر پورے ہوئے۔

(۳) عرب میں اخ اور اخت کے الفاظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں حقیقی بھائی اور ایک ہی رشتہ کے بھائی پر محدود نہیں بلکہ یہاں تک یہ الفاظ وسیع ہیں کہ ایک بہادر کو اخو غمرات الموت اور صحیح تلوار کو اخو ثقة بولتے ہیں غرض تھوڑے سے تعلق پر بھی اس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو ابن السبیل مسافر کو کہتے بولتے ہیں حالانکہ وہ راستہ کا صلبی فرزند کہاں ہوتا ہے؟ بنو ھاشم۔ بنو قریظہ۔ بنو قریش ایسے الفاظ اور اسماء آجتک عرب میں مشہور ہیں اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کی کل قوموں کل ملکوں میں ایسے محاورات بولتے ہیں۔ راستی کا فرزند سلامتی کا شہزادہ غور کرو!! اور پھر سوچو!!

قرآن کریم عرب کی بولی اور انکے محاورہ پر نازل ہوا اور کہیں اس قسم اور طرز کے بیسوں مقام ہیں جہاں بہت ہی خفیف تعلق پر اخ اور اخت کے لفظ بولے گئے ہیں دیکھو الی ثمود اخاھم صالحا سیپارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۶ الی عاد اخاھم ھودا

* پس اب بتلاؤ کہ مریم کے اخت ھارون کہنے میں قرآن نے غلطی کھائی یا الٰہی تربیت سے بدنصیب اور ایمان سے دست بردار کوتاہ اندیش معترض نے!!!

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سیزدہم

سورۃ البقر بقیہ رکوع (۳)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَہَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ **ترجمہ**

لاریب اللہ نہیں رکتا مثال بیان کرنے سے بعض نعمائے جنت کے یا جو اُن بعض سے بڑھ کر ہیں۔ پس مومن تو جانتے ہیں کہ بیشک حق ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ مگر ناشکر گذار کافر (دشمن کر) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیان مثل سے کیا فائدہ ملحوظ رکھا ہے (یہہ نادان جان رکھیں کہ اس سے غرض یہہ بہی ہے کہ اکثر ہلاک ہو رہے ہیں اور بہت ہیں جو کامیابی کی راہوں پر چل رہے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہلاکت کے فرزند تو وہی ہیں جو فاسق ہیں وہ کون ہے جنہوں نے عہد اللہ (شریعت اللہ) کو بعد اسکے مضبوط و مستحکم عہد کے توڑ ڈالا اور جو اُن طیبہ چیز دل سے قطع تعلق کرتے ہیں جنکے ساتھ تعلق پیدا کرنیکے لئے اللہ نے حکم دیا ہے (اور پہر اسی پر بس نہیں کرتے) بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں۔ پس یہی تو وہ فاسق ہیں جو ہر طرح سے نقصان میں ہیں۔ حیرت ہے تم کیونکر اور کس موہنہ سے اللہ کا انکار کرتے ہو جسنے تمہیں نابود سے بود کیا۔ تم کو پہر نابود کریگا اور پہر زندہ کریگا۔ آخر اُسی کی طرف تمنے جانا ہے۔ (اگر اس سے بہی وجود باری کا پتا نہیں لگا سکتے) تو دیکھو جسقدر اشیاء فی الارض ہیں (وہ کیا سب اپنی ذات میں کسی صانع کا پتا نہیں دیتیں؟) وہ وہی اللہ تو ہے جسنے اُن کو بنایا ہے۔ اور پہر ہر واحد اُنہیں سے تمہارے کام میں لگی ہے۔ پہر قصد کیا آسمانوں کی طرف اور سات آسمان بنائے۔ اور وہ ہر شئے کا عالم کل ہے۔

لایستحیی مصدر استحیا سے ہے جسکے معنے باقی رکہنا ہیں۔

ان یضرب مثلًا ضرب المثل کے معنے ہیں ذکر کرنے اور بیان کرنیکے عمدہ بات کہنا۔

بعوضہ سے کیا مراد ہے؟ **بعوضہ** مچہر کو بہی کہتے ہیں۔ اور بعض کے معنوں میں بہی ہے۔ اور دونوں معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں بلکہ آخری معنے زیادہ لطیف معلوم دیتے ہیں۔

اور پہر چونکہ اللہ تعالیٰ نے نعمائے جنت کا ذکر کیا ہے۔ اسلئے بعوضہ کے معنے بعض قرینہ سے بہت ہی خوبصورت نظر آتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بعض ادنےٰ ادنےٰ نعمائے جنت کا بہی ذکر کیا ہے اور بعض اعلےٰ ترین کا بہی۔

اس آیۃ میں بعوضہ سے مراد اگر مچہر لیجاوے تو ناظرین کو پچہلے رکوع میں منافقون کی مثال اول پر غور کرنا ضروری ہے۔ جہاں بیان فرمایا ہے **مثلہم کمثل الذی استوقد نارًا الی الآیۃ**

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آگ جلائی جاتی ہے تو اُسکی گرمی اور دہوئیں سے گرد اگرد کے مچہر وغیرہ سب اُڑ جاتے ہیں۔ اسی طور پر یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو مدینہ طیبہ کے ابتدا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری ہونیوالی تہی۔ یعنے ابتدا میں بعض منافق طبع لوگ بہی شامل ہو گئے تہے۔ لیکن جب وہ نور کامل طور پر چمکا تو سب پراگندہ اور منتشر ہو گئے۔

قرآن کریم چونکہ کوئی تاریخی قصہ بیان نہیں کرتا۔ اسلئے منافقوں کی اون باتوں کا جواب دیتا ہے جو وہ منافقوں کی مثال سنکر بناتے تہے کہ ہم کو مچہر سے کیوں مثال دی ہے؟

اور بطور پیشینگوئی فرماتا ہے کہ یہہ دان جو منافقانہ دل سے ادرگرد جمع ہوتے ہیں اور اپنی رشتہ دوانیوں اور چالاکیوں پر ناز کرتے ہیں۔ یاد رکہیں کہ یہہ **ھباءً منثورًا** کیے جاویںگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور **بعوضہ** سے مراد بعض نعمائے جنت لیں جو زیادہ سچا ہے تو مطلب یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض چہوٹی چہوٹی نعمائے جنت کا تو ذکر کیا ہے اور بعض بڑی نعمتوں کا بہی۔ جیسے رضائے الٰہی کا ذکر۔ اسکو مان کر مومن تو پکار اُٹہتے ہیں کہ لاریب وہ حق ہے اور ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ لیکن بد باطن کافر کہتے ہیں کہ بہلا ایسی باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

ترتیب آیۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **فاما الذین اٰمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم** میں یعلمون اور ربہم کے الفاظ ایک خاص مناسبت رکہتے ہیں۔ اور پہر یعلمون مضارع کا صیغہ بولنے میں بہی ایک خاص امر مرکوز ہے۔

فاما میں ف ترتیب کیلئے ہے اور اما معنے شرط کی رکہتا ہے اور موجودہ صریحہ یا مقدرہ کی تصریح کرتا ہے۔

انہ کی ضمیر مثلًا کی طرف راجع ہے۔

الحق ضد ہے باطل کی اور حق یحق دونوں طرح ضرب یضرب اور نصر ینصر سے آتا ہے۔ حق کے معنے مطابقت اور موافقت کی ہوتی ہیں۔ اور قرآن کریم میں یہہ لفظ اسلام۔ قرآن۔ انجام۔ موت۔ اور قیامت اور مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے۔

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اس آیت کی ترتیب سے جو باتیں پیدا ہوتی ہیں اُنکو یہاں بیان کریں۔

ہمنے پچہلے نمبر میں ایمان اور اُسکے مراتب پر بحث کی ہے۔ ایمان کے بعد ایک علم پیدا ہوتا ہے اور اسی لیئے انہ الحق جاننے کے لیئے پہلے مومن ہونا ضروری ہے۔ مومنوں کو چونکہ اس دنیا میں نصرتوں اور کامیابیوں اور ہر طرح کی تجلیوں کا معاینہ اپنی ذات پر کر لیا تہا۔ بعوضہ کی مثال سنکر یعنے بعض نعمائے جنت کے تذکرہ پر اُن کو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجایش نہیں رہی بلکہ اُنہوں نے اُسکو امر حق مان لیا۔ یا یوں کہو کہ جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی نسبت صفت **ھباءً منثورًا** ہونیکی پیشینگوئی کی تو اُنہوں نے اُسکو مان لیا۔ اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دونوں طرح پر اُنہوں نے اُسکو بذریعہ علم حق پا لیا۔ مضارع کا صیغہ یعلمون میں اشارت کرتا ہے اُس زمانہ کی طرف جو ابہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور برگزیدہ جماعت صحابہ پر آنے والا تہا۔ یعلمون کے بعد من ربہم میں یہہ لطیفہ ہے کہ رب ربوبیت ہی کا خاصہ اور تقاضا ہے کہ وہ تربیت کو مکمل کرتی ہے اور کمال تک پہنچاتی ہے۔ پس وہ نعمائے جنت جو مثالی طور پر دجلہ فرات اور جیحوں و سیحوں کے بین کا ملک فتح کرنے سے ملیں اُنکے کمال کا علم اُن کو ہو گیا۔ کہ جنت اعلیٰ میں اُس سے بہی برتر اور اصلی معنوں میں ملینگی۔

واما الذین کفروا فیقولون - اور کافر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نکرنے والے پکار اُٹہتے ہیں۔ کفروا کے لیئے فیقولون فرمایا نہ یعلمون۔ اسلئے کہ علم اپنے مراتب کمال کو لازم طور پر چاہتا ہے اور اُسپر آثار مترتب ہوتے ہیں۔ کفر یا انکار اللہ کی بیقدری سے قوےٰ ضعیف اور مسلوب ہو جاتے ہیں اور اُنمیں ترقی کا مادہ نہیں رہتا۔ اسلیئے فیقولون فرمایا۔ علاوہ ازیں کفار کے قول کو یوں فرمایا ہے **ماذا اراد اللہ بہذا مثلًا** - بہلا اللہ نے ایسی مثالوں کے بیان سے کیا چاہا ہے۔ بطریق استفہام فرمایا جو عدم علم یا انکار پر ہوتا ہے۔ اور ہر دو صورت میں جہالت لازم ہے۔ پس مومنوں کو تو ایک درجہ علم کا حاصل ہو چکا ہوتا ہے اسلئے وہاں یعلمون ارشاد کیا۔ اس مقام پر کفار چونکہ جاہل مطلق ہوتے ہیں اسلئے اظہار جہالت کیلئے اُن کے قول کو باستفہام بیان کر دیا۔

یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا - اکثر الناس ہیں جو اس سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور اکثر الناس ہیں جو ہدایت پا رہے ہیں۔

یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا - اس آیت پر بہت سے شکوک اور اوہام پیش کیے جاتے ہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ہدایت اور

مسلالت پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اُن اعتراضات کو مدّ نظر رکھکر بحث کریں اور یہہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے اسلئے اگلے نمبر کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں۔ ہاں اسکے صاف اور کہلے کہلے معنے یہاں بہی بیان کر دینے مناسب ہیں۔

چونکہ یہہ مثل لعوضہ بہر صورت ایک پیشینگوئی پر مشتمل ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ماذا اراد اللّٰہ بھذا مثلا کہنے والوں کو کہلے کہلے طور پر بتلا دیا کہ یہہ مثل ایک آنے والے واقعہ کی خبر ہے جس میں فاسق لوگ ہلاک ہو جاوینگے۔ اور مومن کامیاب!!

معہ ویسا ہی ہوا۔

ایڈیٹوریل

عبد الرحمٰن

(نمبر اول)

رحمٰن کیا ہے ہے؟ ہمیں ہر ایک دانشمند اور روشن رائے فرزند کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس وسیع سلسلہ کائنات میں جاندار مخلوق کے بقاء وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت کا فیضان یہی کام کر رہا ہے۔ اس صفت کو (جسمیں ایک خصوصیت کا رنگ لئے ہوئے عمومیت پائی جاتی ہے)۔ رحمانیت کہتے ہیں۔

اس صفت کا تقاضا یہہ ہے کہ بدون کسی عمل نیک و بد کی جزا کے اور بلا کسی قسم کے استحقاق کے ہر ایک ذی روح ہستی کی ضروریات اسکی ہستی سے پہلے ہی مہیا کی جاتی ہیں۔ اسمیں کافر کے کفر۔ مومن کے ایمان۔ فاسق کے فسق۔ زندیق کے زندقہ۔ عابد کی عبادت۔ زاہد کی ریاضت۔ چور کی چوری۔ صالح کی نیک کرداری کی کچھ پروا نہیں کیجاتی۔

جسطرح سے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ہونے میں کوئی غرض خاص مقصود نہیں ہے۔ اسیطرح سے اسنے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اسکے کہ وہ اسکو مانتا ہے یا نہیں۔ کس مذہب یا فرقہ کا ہے۔ دوست ہے یا دشمن ہے۔ انسان اور حیوانات کے لئے اُنکی ضروریات کا تعہد کیا ہے۔ اور وسیع دستر خوان بچھا دیا جسکے لئے یہہ کہنا سزاوار ہے۔ ع

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

کوئی ملعان اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار کرے تو کرے مگر سلیم الفطرت بے محض طبیعت کے انسان کو بلا تکلف ماننا پڑتا ہے کہ وہ زمین و آسمان اور ما فی السموات والارض پر ذرا بہی غور کرتا ہے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے۔ سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ احجار و اشجار۔ جاندار اشیاء کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مسخر کر دیئے ہیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم "**عبد الرحمٰن**" پر مجوزہ مضمون لکھیں یہہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ایجاز و اختصار کے طریق پر چند مشہور مذاہب کے ساتھ **اسلام** کا اس صفت میں مقابلہ کر دکھائیں۔ تاکہ ہمارے پڑھنے والے جہاں ایک طرف عبد الرحمٰن بننے کی کوشش کرنا چاہیں۔ اُسکے ساتھ ہی یہہ امر بہی اُنکے ذہن نشین ہو جاوے کہ حقیقی اور سچی راہ اس مرتبہ کے حصول کی اسلام اور صرف اسلام ہی نے بتلائی ہے۔ کیونکہ جو لوگ رحمانیت کے مفہوم کو سمجھتے اور مانتے ہی نہیں وہ اسکی ماہیت اور کیفیت اُسکے اثرات اور نتایج سے مستفید ہونیکی کوئی سبیل بتلا ہی نہیں سکتے۔

اسلام اور رحمٰن ابتدائے مضمون میں جو کچھہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہمنے بیان کیا ہے وہ ایسا عام اور بدیہی ہے کہ ہر ایک غور کرنے والا انسان اسکو مان لیگا کیونکہ قانون قدرت کی وسیع عملی اور کہلی ہوئی کتاب میں یہہ ظہور بڑے جلی حروف میں مرتسم نظر آتا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

بہر حال ہم **اسلام** اور رحمٰن کے تحت میں یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام کا منشاء بہی رحمانیت کی صفت کے اظہار کا وہی ہے۔ جو ہم قدرت کی کہلی ہوئی کتاب میں پاتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ کیا اسلام نے بہی اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی صفت کو بیان کیا ہے جس کے فیض سے جاندار مخلوق اپنی ہر ایک قسم کی ضرورت کو پا سکتی ہے ہم جواب میں کہینگے **ہاں! بیشک!!**

لاریب قرآن کریم نے **الرحمٰن** کی نسبت سوال کرنے والوں کو خود جواب دیا ہے۔ یا یہہ کہو کہ **الرحمٰن** کے معنے خود بتلائے ہیں۔

چنانچہ فرمایا **واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا تبٰرک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا** (الی الآیۃ)۔ یعنے جب کافروں بیدینوں۔ اور دھریوں سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کی فرمانبرداری کرو۔ تو وہ رحمٰن کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ **رحمٰن کیا چیز ہے؟** جس کے سجدہ اور اطاعت کے لئے ہم کو حکم دیتے ہو۔ جو پہر جواباً ارشاد فرمایا کہ رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت ہے اور (وہ وہ چشمۂ خیرات دہی ہے) جس نے آسمان میں برج بنائے اور اُنمیں شمس و قمر کو رکھا۔ جو عامہ مخلوق کو بلا تفریق مومن و کافر روشنی پہنچاتے ہیں اور پہلوں کو پکاتے اور بہت سے مفاد پہنچاتے ہیں۔ الی الآخر۔

اب اس آیتہ میں **ما الرحمٰن** کا جواب کیسا لطیف دیا ہے۔ کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہہ اجرام فلکی و اجسام ارضی تمہاری کسی سعی کے بغیر اور بدون خواہش و دعا کے عام جانداروں کے لئے مایۂ حیات ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے مختلف مقامات پر اس صفت کی تشریح فرمائی ہے۔

پہر ایک اور مقام پر فرمایا کہ یہہ پرندے جو جو اسماء میں اُڑتے نظر آتے ہیں وہ کیونکر گرنے سے بچ رہتے ہیں؟ وہاں جواب دیا ہے **ما یمسکھن الا الرحمٰن**

الغرض اسلام نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار اُسی طرح کیا ہے جو قدرت کی کہلی ہوئی اور کتاب مکنون میں ہم اسکی تشریح پاتے ہیں۔

برہم سماج اور رحمٰن برہم سماج اس امر کی تو قایل ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان اور تمام ذی روح کی وہ ضروریات جو اُنکے بقاء وجود کے لئے ضروری ہیں بہم پہنچایا ہے۔ مگر وہ اس صفت کو اسکے ساتھ ہی ادہورا اور ناقص بہی مانتے ہیں۔ کیونکہ **الرحمٰن** کی صفت ہر ایک جاندار مخلوق کی تمام ضروریات کی متکفل ہے مگر برہمو ازم کی رو سے انسان کی روحانی ضروریات کا ما یحتاج اللہ تعالیٰ نے الہام نہیں رکہا تہا۔ اور انسان کی حقیقی تربیت کی پروا نہیں کی۔ اس مادی اور غدار دنیا کے لئے تو سب کچھہ کیا۔ مگر حقیقی عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادت ابدی ہے۔ انسان کو بے دست و پا چھوڑ دیا پس اب غور کرو برہمو ازم کہاں خدا تعالیٰ کو رحمان مانتا ہے؟

آریہ سماج اور رحمٰن آرین ازم جو بقول دیانند اور اُسکے متبعین کے ویدک دہرم ہے۔ خدا تعالیٰ کو رحمٰن نہیں مانتا۔ بلکہ ہمارے خیال میں آرین ازم از نیکسٹ ٹو دی ایتھیسٹ یعنے آریہ دہریہ کا بہائی ہے خدا تعالیٰ کو تمام صفات سے معطل اور بیکار ماننا آریہ دہرم ہے۔ گو لفظوں میں کل صفات قایم رکہی ہوں۔ مگر اعتقاداً و عملاً خدا تعالیٰ کو اُن سے معطل مانا جاتا ہے۔ ہماری غرض اس مقام پر صرف صفت رحمانیت کا مقابلہ کرنا ہے۔

آریہ مذہب بتلاتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق جو کچھ دنیا میں پاتے ہیں وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں اور عملوں کا نتیجہ ہے تو رحمانیت کہاں رہی؟ غرض یہہ لوگ بھی قانون قدرت کے بڑے مقتدی بنکر کتاب مکنون (قدرت) سے منکر ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کو رحمان نہیں مانتے۔ پھر عبدالرحمٰن بننے کے وسایل اور طرق اُن کے ہاں کیونکر ہو سکتے ہیں؟

عیسائی اور رحمانیت عیسائی مذہب تو بجائے خود ایک طرفہ معجون ہے جنہوں نے اضداد عالم کو یکجا جمع کر دکھایا ہے اون کے نزدیک مسیح ابن مریم باوجود مخلوق ہونے کے خالق۔ باوجود حادث ہونیکے قدیم۔ باوجود ماتحت اور محکوم ہونے کے خود قادر مطلق ہے معاذ اللہ منہا۔

الغرض اُن کے نزدیک حقیقی خدا کا پتا ہی نہیں ملتا تو اُسکو رحمٰن ماننا تو کارے دارد

اب اس مختصر سے مقابلہ سے واضح ہو گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو عام فطرت کے مخالف نہیں بلکہ عین فطرت ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جس کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ اور یہہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام

خدا تعالےٰ کی صفات مظہر ہوتے ہیں اس امر کے بیان کے بعد کہ رحمان کسے کہتے ہیں۔ اور یہہ ظاہر کر دینے پر کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو عموماً اپنے اصلی معنوں میں بیان کرتا ہے۔ ہم نفس مضمون کو بیان کرنے سے پہلے ایک اور امر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور عجیب عجیب رنگوں میں ہوتا ہے۔ اور یہہ ایک بدیہی بات ہے کہ یہہ اظلال انسان ہی پر اتم طور کے ساتھہ ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ کل مخلوقات ارضی میں **انسان ہی جامعیت کا شرف رکھتا ہے۔** لقد خلقنا الانسان فی احسن التقویم اسکی شاہد ہے۔ اور اسی بناء پر تخلقوا باخلاق اللہ مقولہ مشہور ہے۔

پس یہہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کی بہت ساری صفات کا ظہور انسانوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ایک موہوم اور فرضی ہو جاتا ہے۔ اُس کا رسوخ اور تکمیل اُس مظہر کو دیکھ کر ہوتی ہے۔

اور جوں جوں انسان ایمان میں بالغ اور کامل ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے اُسکا تعلق مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اُسکے قریب ہوتا جاتا ہے اور اُس کا قلب ایک آئینہ مصفا ہو جاتا ہے جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفائے تام عکسی طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور پھر وہ عبد مومن کہلاکر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُس کے قوے اور جوارح اللہ تعالےٰ کے قوے اور جوارح کہلاتے ہیں۔ اور یہہ کمال سلوک کا درجہ ہوتا ہے جبکہ بشریت کا تمام رنگ ربانی رنگ کے نیچے متواری ہو جاتا ہے۔ پس اُس حالت میں وہ خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں اقتداری معجزات ظہور پاتے ہیں۔ اور یہی وہ درجہ ہے جو صوفی ازم کی اصطلاح میں لقا کہلاتا ہے

الغرض یہہ بات سمجھہ میں آجانی بہت آسان ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا اظہار دنیا میں اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ہم اس مضمون میں **عبدالرحمٰن** کی حقیقت بتلانا چاہتے ہیں۔

اسلئے قرآن کریم پر غور کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن کی کیا تعریف کرتا ہے۔

عبدالرحمٰن عبادالرحمٰن کی تعریف قرآن کریم نے سورہ الفرقان کے آخر میں منکران رحمٰن کا جواب دیتے وقت جو بیان فرمائی ہے پہلے اُسکو درج کرتے ہیں۔

توضیح مطلب کی خاطر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اس مقام سے درج کریں جہانکہ مخالفین الرحمٰن کی بابت اعتراض کرتے ہیں۔ کیونکہ عبادالرحمٰن کے ذکر سے اس موقع پر بجز اسکے اللہ تعالےٰ کی اور کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی کہ وہ اُن کو بتلانا چاہتا ہے کہ اگر تم خلق السموات والارض وما فی السموات والارض پر غور کرکے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اور رحمٰن کی فلسفی نہیں سمجھ سکتے تو پھر تم اپنے ہی ہم جنس بنی نوع انسان عبدالرحمٰن کو دیکھو۔ ہم اس تشریح کو اپنے موقع پر بیان کرینگے۔ اب قرآن شریف سے یہہ فقرہ درج کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفوراً۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمراً منیراً ؕ

اور جب کافروں بیدینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا وجود اور اسکی ضروریات بدون تمہارے عمل بلا تمہاری درخواست کے جس خدا نے بنائی ہیں اُسکی اطاعت کرو۔ تو وہ اُس نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے: جسکو سجدہ کرنے کا تو ہم کو حکم دیتا ہے (تم انکو بطور جواب کہدو) رحمٰن وہی مبارک ذات تو ہے جس نے آسمان بنایا۔ اور پھر آسمان میں برج بنائے۔ پھر چاند اور سورج کو بنایا جو بلا تفریق مومن اور کافر کے ہر ایک کو اپنا فیض پہنچاتے ہیں۔ اُنکی روشنی سے ہر شخص فائدہ اُٹھاتا اور اپنی ضروریات کا بڑا حصہ اُن سے پاتا ہے۔ اور وہ رحمٰن وہی ہے

وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً

اور وہ رحمٰن وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ہر ایک جیتی جان کے فائدہ کے لیئے بنایا (دن کو اپنی معیشت کے لئے کام کریں اور رات کو آرام کریں) جو ایک دوسرے کے بعد دَورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ جو شخص طالب معرفت ہو وہ اُن دقایق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے۔ اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شکر نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ (**دن اور رات**) یہہ ایک جدا مضمون ہے کہ ان سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟ اور قرآن نے ان کو کس مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ جو انشاء اللہ کے عطائے توفیق پر کبھی لکھا جاویگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

اور اگر اس سے بھی نہیں سمجھہ سکتے تو دیکھو ہم اپنے مظہر بتلاتے ہیں۔ اُنکو دیکھکر تم رحمٰن کی حقیقت سمجھہ سکتے ہو۔ وہ کون۔ عبادالرحمٰن!

عبدالرحمٰن کی پہلی صفت وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ؕ اور رحمان کے حقیقی پرستاروں کو دیکھو کہ وہ زمین پر بُردباری۔ اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سُستی کی۔ اور جب جاہل اُنسے